ایک دن مسائل کے ساتھ

تحریر: سہیل احمد لون

گلگت بلتستان میں الیکشن کے حوالے سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ نون لیگ اپنے فوج مخالف بیانیے کی وجہ سے الیکشن سے مکمل باہر ہو چکی ہے اور اب مقابلہ تحریک انصاف اور پیپلز پارٹی کے درمیان ہے۔ انتخابی مہم میں عوام کو ہمیشہ کی طرح سبز باغ دکھانے کی رسم بڑے جوش وجذبے سے ادا کی گئی اور وقت وہ چنا گیا جب دنیا میں کرونا وائرس کی دوسری لہر کی وجہ سے کئی ممالک میں دوبارہ لاک ڈاؤن کی طرف چلے گئے ہیں۔ حکومتی پارٹی سمیت دیگر سیاسی جماعتوں نے ایس۔او۔پیز پر عمل کرنے کی بجائے اپنے سیاسی پاور شوز سے یہ کوشش کی کہ کرونا وائرس کو عوام کے سمندر میں غرق کر کے نجات حاصل کی جا سکے۔ اس وقت دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں کرونا وائرس کی وجہ سے معیشت بری طرح متاثر ہوئی ہے اور وہاں بے روزگاری اور مہنگائی کی شرح میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے، ہم تو اس معاملے میں پہلے ہی خود کفیل اور consistnent تھے۔ تبدیلی سرکار نے بھی عوام کو مہنگائی اور بے روزگاری کے تسلسل کا تحفہ بڑی ایمانداری سے دیا ہے۔ انتخابی جلسوں میں تمام سیاسی جماعتیں ایک دوسرے پر الزام لگا رہی ہیں کہ عوام کے ساتھ یہ سلوک مخالف سیاسی جماعت نے کیا، حالانکہ سچ یہ ہے کہ جس جماعت کو جتنا موقع اور مہلت ملی اس نے یہ ’’کارنامہ‘‘ بڑی دیانتداری سے کیا ہے کہ عوام کو ریلیف نہیں دینا۔ اس کار خیر میں آمرانہ ادوار بھی برابر کے حصہ دار ہیں، انہوں نے بھی جس مقصد کے لیے ڈنڈا اٹھا کر حکومت کرنے کا نعرہ لگایا اس میں کبھی کامیابی نہ ہوئی بلکہ ایسے محسوس ہوا کہ وہ بھی صرف اقتدار کا جھولا جھولنے آئے تھے۔ ہر آنے والی حکومت مہنگائی، بے روزگاری اور عدم تحفظ کی دلدل میں پھنسی ہوئی عوام کو تحفے میں مزید " سنگ ظلمات" دے کر ان زندہ لاشوں کو "ڈرون" کرنے میں مصروف ہیں۔ خود ساختہ مسائل کی اس دلدل میں غرق ہوتی ہوئی ان زندہ لاشوں کو کیسے بچایا جا سکتا ہے؟ کون ہے جو ہاتھ بڑھائے اور عوام کو اس دلدل سے باہر نکالے۔ موجودہ دور میں تو ایسا کوئی لیڈر نظر نہیں آتا جو عوام کے لیے "نجات دہندہ" بن سکے۔ یہ تو سب وہ لوگ ہیں جن کے بڑوں نے "مسائلوں کی یہ دلدل" تیار کی اور پھر عوام کو اس میں دھکیل دیا۔ اگر کسی نے اپنی جان بچانے کے لیے کچھ ہاتھ پاؤں مارنے کی کوشش کی تو ان ظالم حکمرانوں کے ٹولے نے اس کو اپنے مکر وفریب کی زنجیروں میں جکڑ کر ہمیشہ کے لیے دلدل میں "غرق" کر دیا۔ اس سے اٹھنے والا سر بھی کچلا گیا اور دوسروں کو "سبق" بھی دے دیا کہ اس دلدل میں آنکھیں، کان اور زبان بند کر کے حالات کے رحم وکرم پر اپنے ڈوبنے کا انتظار کرو۔ ورنہ وقت سے پہلے ہی "علامتی موت" مار دیئے جاؤ گے۔ اب حالات اس جگہ پہنچ چکے ہیں جہاں عوام کو اپنے مستقبل کو مکمل تباہی سے بچانے کے لیے کوئی مثبت اور حتمی فیصلہ جلد کرنا ہو گا۔ مگر افسوس کہ عوام اب تک یہی سمجھ رہی ہے کہ مسائل کی اس دلدل سے باہر کھڑے چند بے حسوں کا ٹولہ ہی ان کو اس عذاب سے نکالے گا۔ اسی لیے تو وہ بار بار ان کو اپنے اوپر مسلط کر کے ظلم کرنے کا لائسنس دیتے جاتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ جو لوگ خود تو شاہانہ طرز زندگی میں آنکھ کھولیں۔ جن کو آٹے چینی کے بھاؤ تک کا پتہ نہ ہو۔ ان کی نسلیں قومی زبان صرف اس لیے سیکھیں کہ آنے والے وقت میں الفاظ کے مکروہ جال میں عوام کو مزید الجھا کر ان پر حکمرانی کی

تاریخ کو مزید طول دے سکیں۔ یہ حکم صادر کرنے والے کیا جانیں کہ عام آدمی کے کیا مسائل ہیں اور ان کے شب و روز کیسے گزرتے ہیں۔ جب ان کو مسائل کا پتہ نہ ہو تو اس کا درد وہ کیسے محسوس کر سکتے ہیں؟ ان مسائل کا وہ حل کیسے نکال سکتے ہیں جن سے وہ کبھی دوچار ہی نہ ہوئے ہوں۔ بلکہ وہ تو سمجھتے ہیں کہ عوام کو مسائل میں الجھا کر رکھنے میں ہی ان کی حکمرانی کی بقاء ہے۔ اسی لیے وہ دن بدن اپنے اور عوام کے درمیان معاشی، معاشرتی، سماجی اور اخلاقی خلیج بڑھاتے جا رہے ہیں۔ ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھ کر "پہچاننے" کے لیے ضروری ہے کہ اس طبقاتی خلیج کو کسی طرح ختم کیا جائے۔ "آزاد میڈیا" کے اس دور میں اگر خلوص نیت سے عوام کے شعور کو بیدار کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ کام "ناممکن" ہرگز نہیں۔ بس ذرا جرات کی ضرورت ہے۔

کافی عرصے سے ایک نجی چینل پر ایک پروگرام "ایک دن...... کے ساتھ" بڑی باقاعدگی سے نشر ہو رہا ہے۔ ایک سینئر صحافی اپنے مخصوص اور منفرد انداز میں پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک کی بھی ممتاز شخصیات کے ساتھ "ایک دن" گزار چکے ہیں۔ ویسے تو کہتے ہیں "چوپڑیاں تے نالے دو دو" ادھر تو معاملہ دو سے بھی آگے نظر آتا ہے۔ دولت، شہرت، عزت، تفریح اور نت نئے "بڑے لوگوں" کے ساتھ انواع و اقسام کے لوازمات...... جس سے جناب کے پیٹ کا حجم بھی عوامی مسائل کی طرح تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔ اتنی دیر سے ایک ہی طرح کا پروگرام کرنے سے "بوریت" کا عنصر بھی پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اس پروگرام کو "جدت اور تازگی" بخشنے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں کوئی ایسی تبدیلی لائی جائے کہ تفریح کے ساتھ ساتھ اصلاحی پہلو بھی اس پروگرام کا حصہ بنے۔ یہ پروگرام عوام اور حکمران طبقے کے درمیان ایک "پل" کا کام کرے۔ دونوں کو ایک دوسرے کے مسائل اور طرز زندگی سے آگاہی ہو۔ بس اس پروگرام کو ایک دن کی بجائے 2 دنوں کا کرنا ہوگا۔ جس کے پہلے حصے میں ایک عام شہری "ایک دن حکام کے ساتھ" اور دوسرے حصے میں حکمران طبقے کی نمائندگی کرنے والے کسی فرد کا "ایک دن عوام کے ساتھ" ہو۔ مگر یاد رہے ایک دن میں 24 گھنٹے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان پروگراموں میں دن بھی شب و روز پر مبنی ہو۔ پروگرام کے پہلے حصے میں ایک عام انسان کو حاکم کے ساتھ اس کے انداز میں اور دوسرے حصے میں حاکم کو ایک عام انسان کے ساتھ شب و روز گزارنے کا پورا موقع دیا جائے، عام شہری کو اسی بہانے جاتی عمرہ، بلاول ہاؤس، بنی گالہ، چیف صاحبان اور اشرافیہ کی رہائش گاہوں کھلی آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملے گا ساتھ عوام کو آن ایئر بھی ان کے طرز زندگی دیکھ لیں گے، ساتھ اشرافیہ بھی عام شہری کیسے شب و روز گزارتا ہے اس کا ادراک بھی ہو جائے گا۔ یہ کام ہے تو قدرے مشکل مگر تھوڑی سی اخلاقی جرات اور قربانی مانگتا ہے۔ اس میں ہو سکتا ہے جناب سینئر صحافی کو بھی "ایک دن مسائل کے ساتھ" گزارتے وہ نشہ نہ آئے جو ان کو elite کلاس کے ساتھ ایک دن گزارنے کے بعد چڑھتا ہے۔ اگر اس پروگرام کا دورانیہ طویل اور براہ راست ہو تو یہ کسی طور "Big brother" سے کم مقبول نہ ہو بشرطیکہ اس کو "سنسر" سے پاک نہ کیا جائے۔ ایک عام انسان کی حکمران طبقے کی شاہانہ زندگی کا ایک دن تجرباتی طور پر دیکھ کر آنکھیں کھلیں گی تو ضرور...... مگر حیرت سے کھلی کی کھلی بھی رہ جائیں گی۔ دوسری طرف حاکم طبقے کی آنکھیں عوامی مسائل کو طبعی طور پر محسوس کر کے دہشت سے پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ عام انسان کی زندگی کو ایک دن کے لیے تجرباتی طور پر محسوس کرنے کے دوران کسی قسم کا پروٹوکول نہیں ہونا چاہیے۔ 24 گھنٹے عام آدمی کی طرح ہر اس مشکل کا سامنا عملی طور پر کریں جو ایک غریب کا مقدر بنا

ہوا ہے۔اسی طرح ایک عام شہری کیسے شاہی زندگی کا مزہ لیتا ہے۔عوام کو دونوں کے تجربات براہ راست دیکھنے کو ملیں تو اس میں مزاح کے ساتھ تعمیری پہلو بھی شامل ہو جائے گا۔ ہماری قوم تو اس وقت ٹی وی چینلز پر ٹاک شوز دیکھ دیکھ کر انٹرٹینمنٹ کو ترس گئے ہیں۔اس تفریحی اور تعمیری پروگرام کو جلد سے جلد آن ایئر کیا جائے۔تا کہ 2 طبقوں کو ایک دوسرے کے مسائل سمجھنے اور ان کا حل تلاش کرنے میں مزید تاخیر نہ ہو۔جناب سینئر صحافی اور ان کی ٹیم کو اگر اس میں میری معاونت کی ضرورت ہو تو بندہ ناچیز کارخیر میں حصہ ڈال سکتا ہے۔امید ہے ان کی یہ کاوش ''یہ کمپنی نہیں چلے گی'' کے برعکس چلے گی بلکہ دوڑے گی۔

ہمارے ملک پر چند مخصوص لوگوں کا قبضہ ہے۔جن میں سیاستدان، بیوروکریٹس، عسکری قیادتیں، جاگیردار، صنعتکار، وڈیرے، ریاستی ملاں سرمایہ کار اور اب کچھ عرصے سے میڈیا کے بھی چند لوگ شامل ہیں۔ہر کوئی اپنے مفاد کے لیے عوام کو روٹی کپڑا مکان، اسلام، روشن خیالی 'تبدیلی اور ایسے کئی کھوکھلے نعرے لگا کر عوام پر مسلط ہو کر ان کو بے وقوف بناتے جا رہے ہیں۔اگر کسی جاگیردار کو کسی مزارعے کے ساتھ، صنعتکار کو مزدور کے ساتھ، وڈیرے کو ہاری کے ساتھ، جرنیل کو سپاہی کے ساتھ، سیاستدان کو ایک عام ووٹر کے ساتھ، بیوروکریٹ کو کلرک کے ساتھ، سرمایہ دار کو کسی غریب کے ساتھ......انہیں کی طرز زندگی میں شب و روز گزارنا پڑے۔اس سے ہو سکتا ہے کہ "ایک دن عام شہری کے ساتھ" گزار کر حکمران طبقہ آئندہ بجٹ کی شمشیر میان سے نکالتے وقت جلادانہ صفت میں رحم کا کوئی عنصر شامل کر لیں۔دوسری طرف عوام "ایک دن حاکم کے ساتھ" گزار کر آئندہ الیکشن میں اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کر کے مہنگائی، بے روزگاری، عدم تحفظ اور غیر یقینی کی اس دلدل سے نکالنے والے کسی ''مسیحا'' کو تلاش کرنے کے قابل ہو سکے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

07-11-2020

sohailloun@gmail.com